☆ ڈاکٹر عنبرین خواجہ
☆☆ ڈاکٹر فریدہ انجم
☆☆☆ ڈاکٹر شبنم گل

سکھ ازم اور کشمیر

Abstract:

Kashmir is a land of which is famous for its natural beauty scenery and glory throughout the world. Its scenic spots beautiful valleys high snowy covered mountains revers with ice cold water evergreen fields attractive lakes and spring dense forests and grateful health resort enhance its splendorarethe rich source of great attractionof tourists.It is place to enjoy the natural beauty Kashmir has a rich treasure of civilization culture art and heritage which change its social life.Kashmir has long dynastical and historical signifies of different tribes e.g. Hindu Buddhism, Islam, Jainism and Sikhism.This study reveals the cultural and religious impact of Sikhism is KashmirSikhism is also known as Sikh of Sikhi Dharma is an Indian religion that originated in the religion of Indian sub-continent around the end of the 15th century.it is the most recently founded major organized faith and stands at fifth largest worldwide with about 25.30million Sikhs as the early 21stcentury. Sikhism developed from the spiritual teachings of Guru Nanak the faith first guru and the nine Sikh Guru who succeeded him.In Sikhism the overall concept of God is Wah-e-Guru. Sikhism is the reform movement of 15th century.It is an ethical monotheism fusing elements of Hinduism and Islam Sikh believes that there is only one God which created everything. They believe that WaheGuru must remain in the mind of all time.

Keywords: *Sikhism Sikh, Kashmir, Wahe Guru, Muslim, Ranjit Sing, World, Guru Nanak*

ریاست جموں وکشمیر کو بالعموم جنت نظیر، ایران صغیر اور وادی لالہ زار وگل جیسے پرکشش ناموں

سے پکارا جاتا ہے۔ وادی کشمیر کو ایک جادوئی اور مسحور کن جگہ بنانے میں خوبصورت پھولوں، چشموں، جھیلوں، ندیوں، دریاؤں، آبشاروں اور بلند و بالا درختوں کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر جسے عموماً صرف کشمیر ہی کہا جاتا ہے۔ یہ 1846ء میں ایک وحدت کی شکل میں قائم ہوئی۔ یوں کشمیر پہلی مرتبہ 471، 84 مربع میل کے رقبے کے ساتھ دنیا کے نقشے پر ایک ریاست کی حیثیت سے نمودار ہوئی۔ وادی کشمیر دنیا میں جنت ارضی اور گوشہ پرسکون مشہور ہے۔ یہ خطہ سکونِ دل اور جمال فطرت کے عارفان حق کو ہمشہ ہی دل پسند رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کشمیر میں کئی مذاہب آئے اور تصوف کے کئی دبستان کھلے۔ (1)

مذہب انسان کی بہت بنیادی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر اس کی نہ صرف دنیوی زندگی خطرے میں پڑتی ہے بلکہ کم سے کم سنگین بحران کا شکار ضرور ہو جاتی ہے۔ مذہب کی یہی مرکزیت اور انسانی زندگی سے اس کا یہی گہرا تعلق شاید اس چیز کا سبب ہے کہ اس کا اظہار مختلف عقیدوں، مخصوص اعمال، رسومات، فنونِ لطیفہ کے مظاہر، مخصوص پابندیوں، خصوصی قوانین، اخلاقی ضابطوں، مخصوص رویوں، حرکات وسکنات اور بے شمار دیگر صورتوں میں ہوتا ہے۔ مذہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، مذہب کے پہلے حصے کا تعلق فرد کی باطنی زندگی سے ہوتا ہے اور انسان کا مذہب سے براہ راست تعلق قائم ہوتا ہے۔ مذہب کے دوسرے حصے کا تعلق فرد کی جماعتی زندگی سے ہے۔ یہاں مذہب ایک ایسی مخصوص روایت کی شکل میں سامنے آتا ہے جو ایک طرف تو افراد کی مذہبی اجتماعیت کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اور دوسری طرف اپنے تعلق سے فرد کے لیے مذہب کے عملی اور اجتماعی اظہار کو بھی ممکن بناتی ہے۔ مذہب تمام مخصوص مذہبی و روایتوں کا نقطہ آغاز اور ان کی بنیاد ہوتا ہے۔ کسی بھی مذہبی روایت میں اس کے مخصوص عقائد و اعمال درحقیت وہ تار ہیں۔ جن کے ذریعے اس روایت سے متعلق افراد اپنی روایت کے بانیوں کے روحانی تجربہ سے منسلک ہوتے ہیں اور بقدر اپنے روحانی ارتقاء کے اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ مذہب تمام روایتوں میں اپنی انتہائی بنیادی صورت اعلیٰ قدروں کی بقاء پر یقین کا نام ہے اور قدریں مثلاً انصاف، صحبت، ہمدردی، ایثار قربانی وغیرہ جو زندگی کو گہرے معنی عطا کرتی ہیں۔ دنیوی فائدہ یا نقصان، کامیابی یا ناکامی اور انسانوں کے سامنے کے ماننے یا نہ ماننے پر منحصر نہیں ہیں بلکہ ان کا وجود اور جواز ماورائی اور غیبی حقیقت کے احساس پر مبنی ہے جو انسان کے مذہبی تجربہ کی دریافت ہے۔ اس بنیاد پر مذہبی احساس انتہائی ناموافق حالات میں بھی، جب کہ بظاہر ہر طرف اعلیٰ قدروں کا خاتمہ نظر آتا ہو تو شکست تسلیم نہیں کرسکتا۔

مذہبی زندگی میں مذہب کے باطنی احساس اور مذہبی تجربہ کی مرکزی اور اساسی حیثیت کے باوجود مذہب کا تاریخی، سماجی اور مدنی اظہار اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ علوم وفنون اور سیاسی اور معاشی زندگی پر بھی مذہب کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کئے گئے ہیں۔ درحقیقت مذہبی تصور اور ادارے سیاسی اور معاشی زندگی کو براہِ راست بالواسطہ متاثر کرتے ہیں۔ مذہب کے ذریعے مشترکہ انسانی اقدار، اخلاقیات اور رواداری عیاں کر کے دنیا کے تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جا سکتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے منشور کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی اجازت اور تحفظ ہونا چاہیے۔ دنیا میں جہاں بھی اقلیتیں موجود ہیں ان کا تحفظ ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کے عقیدے کو نہیں چھیڑنا چاہیے۔ کیونکہ دنیا کے تمام بڑے مذاہب نیکی وبھلائی کی تبلیغ کرتے ہیں اور انسانوں کی فلاح و بہبود کی بات کرتے ہیں۔ آپس کے اختلافات کو چھوڑ کر دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

اشاعت اسلام سے پہلے کشمیر میں ناگ مت، ہندومت، رشی مت، بدھ مت اور شِو مت کے مذہبی و روحانی افکار وتصورات مروج تھے۔ دورِ اول کا کشمیری تصوف، افکار وتصورات کا کوئی واضح دبستان نہیں، یہ نظریات و افکار کا ایک جنگل ہے جو توہمات کی جھاڑیوں سے اٹا پڑا ہے۔ دوسرے دور کا کشمیری تصوف خالصتاً اسلامی تصوف ہے۔ تیسرے دور کے کشمیری تصوف کے بانی شیخ نورالدین رشی ہیں۔ اصل میں یہی وہ دور ہے جس میں کشمیری مقامی تصوف پروان چڑھا اور یہی وہ دبستان ہے جس میں اسلام کے خوبصورت افکار کے پہلو بہ پہلو بدُھ مت، برھمن مت اور شِو مت کے افکار ونظریات بھی ملتے ہیں۔

چودھویں صدی میں اسلام ریاست جموں وکشمیر کے کے کونے کونے میں پھیل چکا تھا اور تصوف کے چھ بڑے سلسلے استوار اور قائم ہو چکے تھے۔ یہ چھ سلسلے قادریہ، سہروردیہ، کبراویہ، نقشبندیہ، نوربخشیہ اور رشی تھے۔ پہلے پانچ سلسلوں کا منبع ایران اور ترکستان کی مملکتیں تھیں لیکن موخرالذکر یعنی رشی سلسلہ تصوف خالص کشمیر سے متعلق تھا۔ اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں کشمیر میں رشیوں کی تعداد دو ہزار تھی اور یہ رشی متقیٔ اور پرہیزگار تھے اور اپنا وقت یادِ الٰہی میں صرف کرتے تھے۔ (2) کشمیر میں اسلام کا آغاز تاجروں، عالموں اور مبلغوں کی محنتِ شائقہ کا نتیجہ ہے۔ اس خطہ میں اسلام جنگ و جدل کے ذریعے نہیں پھیلا۔

کشمیر کے تعلقات وسط ایشیا اور بالخصوص عرب ممالک کے ساتھ اچھے رہے ہیں۔ وادی

کشمیر میں اسلام کے اثرات بتدریج مرتب ہو رہے تھے۔ 712ء میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دی اور سندھ کو فتح کر لیا۔حمیم بن سامہ ایک عرب مسلمان تھا۔ وہ راجہ داہر کے بیٹے جے سنگھ کے ساتھ کسی نہ کسی طرح کشمیر پہنچا اور سرینگر کے قریب شاہ کلہ کے مقام پر آباد ہوا۔ یہاں اس نے پہلی مسجد تعمیر کروائی اور کشمیر میں اسلام کا پر چار بھی کیا۔ وسط ایشیا کے پہلے صوفی بزرگ سید شرف الدین عرف بلبل شاہ جو منگولوں کے حملے کے خوف سے ایک ہزار پناہ گزینوں کے ساتھ ترکستان سے کشمیر میں وارد ہوئے۔ یہ بلبل شاہ کی تعلیمات کا ہی شاخسانہ تھا کہ کشمیر اسلام کی روشنی سے روشناس ہوا۔ وادی کشمیر مختلف طریقوں اور کئی لوگوں کی جہدِ مسلسل کی وجہ سے اسلام کی روشنی سے منور ہوئی۔ اگرچہ وادی کشمیر کے اندر اسلام کے اثرات 13۔ 712ء سے نظر آتے ہیں لیکن باقاعدہ طور چودھویں صدی کا آغاز کشمیر میں اسلام کی آمد کا باعث بنا اور اسی صدی کے دوران کشمیر میں پہلی اسلامی حکومت قائم ہوئی جو کشمیر میں اسلام کی ترقی وترویج کا باعث بنی۔(3)

احمد شاہ اور نادر شاہ ابدالی کے حملوں کی وجہ مغل حکومت کمزور ہوگئی تھی اور اس دوران سکھ مکمل طور پر ایک جنگجو قوم بن چکے تھے اور سکھ سرداروں نے اپنے سیاسی حلقے جو تاریخ میں مسل کے نام سے مشہور ہیں قائم کر لیے اور جمنا سے سندھ تک ایک سکھ ریاست ہائے متحدہ بنالی۔ پنجاب میں سکر چکیہ مسل کے وارث رنجیت سنگھ نے اپنی توسیع اور پنجاب کی چھوٹی ریاستوں کو ضم کر کے ایک وسیع علاقے کشمیر سے صوبہ سرحد اور دریائے ستلج سے ملتان تک اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔مہاراجہ رنجیت سنگھ کا چالیس سالہ دورِحکومت سکھوں کی سیاسی طاقت کی معراج اوراس کی آخری یادگار بھی ثابت ہوا۔

سکھ قوم کی بنیاد پندرھویں صدی میں پنجاب میں گورونانک نے رکھی تھی۔مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تعلق سکھوں کی بارھویں مسل سکر چاکیہ سے تھا اور یہ زراعت پیشہ تھے۔مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ایک سردار کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں تو فتوحات کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع کیا۔ وہ ایک بہادر و دلیر سپاہی اور زیرک سیاستدان تھا۔ پنجاب میں اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کے بعد اب مہاراجہ کی للچائی ہوئی نظریں جموں وکشمیر پر مرکوز ہوگئیں۔مہاراجہ نے اس سلسلہ میں کشمیر پر تین حملے کیے۔ پہلے دو حملوں میں اس کو ناکامی ہوئی مگر تیسرے حملے 1819ء میں اس کو کامیابی ہوئی اور اس نے افغان حکومت کا تختہ الٹ کر کشمیر پر قبضہ کر لیا۔مہاراجہ اپنے گیارہ سالہ دورِحکومت میں وہ ایک بار بھی کشمیر نہ جا سکا اور کشمیر جانے کی حسرت لے کر ہی دنیا سے کوچ کر گیا۔

سکھوں کے دس گورنروں نے کشمیر پر بالترتیب حکومت کی۔ یوں سکھ حکومت کے قیام سے ہی کشمیر میں سکھ ازم کا آغاز ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کشمیر میں سکھ ازم تیسرا عوامی مذہب بن گیا۔ (4) یوں سکھ ازم ایک باقاعدہ اور منفرد مذہبی روایات کے ساتھ دنیا اور کشمیر کے نقشے پر اُبھرا۔

سکھ ازم ایک "سماج سدھار تحریک" ہے۔ سکھ کی سادہ تعریف "شاگرد یا سیکھنے والا" ہے۔ سکھ دس روحانی اساتذہ "گوروؤں" کے شاگرد ہیں۔ ان دس گوروؤں نے اڑھائی سو سال تک سکھ ازم کے رہنما اصول وضع کئے۔ سکھ مت اسلام اور ہندومت میں مفاہمت کی کوشش میں وجود میں آیا۔ سکھ مت کے پہلے گورو اور بانی "گورو نانک" تھے۔ انھوں نے اپنی جوانی میں ہندو سنیاسیوں کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک اور مقدس مقامات کی یاترا کی اور ہندومت اور اسلام کی تعلیمات کو حاصل کیا۔ وہ مسلم صوفیاء کرام کے تصوف اور ہندو یوگیوں کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ بابا نانک کا کلام جو پنجابی شاعری میں ہے یہی سکھ مت کی بنیادی عبادت اور روحانیت ہے۔

باباجی نے اگرچہ کوئی اوتار ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن ان کی تعلیمات نے سماج میں ایک زبردست تبدیلی پیدا کی۔ انھوں نے سکھ مت کے حوالے سے تمام دنیا کے مسلمانوں کو درپیش مشترکہ مسائل کو باہمی بھائی چارے اور مساوات کے اصولوں سے حل کرنے کی تجویز دی۔ انھوں نے اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لیے گورو "انگد" کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس طرح ان کے جانشینوں نے اس سماجی اصلاحی تحریک کو "سکھ مت" کا نام دیا۔ 1581ء میں گورو رام داس نے سکھوں کے مقدس شہر "امرتسر" کی بنیاد رکھی۔ گورو امرداس اور رام داس نے بابا نانک کی طرز پر روحانی شاعری کی۔ اس طرح سکھ مت کے مخصوص قوانین جود میں آئے۔ (6)

گورو گرنتھ صاحب:

سکھوں کی مقدس کتاب "گورو گرنتھ صاحب" ہے۔ گرنتھ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ضابطہ حیات کے ہیں۔ سکھوں کے پانچویں گورو ارجن نے گورو نانک اور اپنے سے پہلے گوروؤں اور بھگتوں کے کلام کو جو سچائی کے آفاقی اصولوں کے مطابق تھا، اس کو اکٹھا کیا اور سکھوں کی مذہبی کتاب کا درجہ دیا۔ اس سے قبل سکھ مت کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ گورو ارجن بہت دور اندیش تھے۔ (6) بقول ان کے دنیا میں جو بھی بڑے مذاہب کے بانی ہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے مذاہب کے ماننے والوں کو اصول، قانون اور عقائد دے کر ان کا پابند کیا۔ کتاب کے بغیر مذہب کی جڑیں گہری نہیں ہوتیں۔ گورو امر داس کے بیٹے کے پاس کئی گوروؤں کے کلام موجود تھے۔ وہ سب امرتسر لائے گئے اور گورو ارجن اس کلام کو بولتے جاتے اور کاتب اس کو تحریر کرتا جاتا تھا۔ ان کے بھائی نے ان کی

اجازت کے بغیر ہی گرنتھ صاحب کی نقل تیار کر لی اور اپنی جانب سے کچھ شبدوں کا اضافہ کیا۔گورو ارجن نے اس نسخہ کو" کھاری بیڑ" کا جبکہ گورو داس کے نسخہ کو" میٹھی بیڑ" کا نام دیا۔گورو گرنتھ کا نسخہ" میٹھی بیڑ" کرتار پور کے سکھوں کے پاس جبکہ" کھاری بیڑ" موضع مانگٹ کے سکھوں کے پاس موجود ہے۔گورو گرنتھ صاحب کے تین نسخے زیادہ مشہور ہیں۔گورو گوبند سنگھ نے گور یائی کے خاتمہ کا اعلان کیا اور آئندہ گرنتھ صاحب کو ہی" گورو گرنتھ" کا نام دیا۔

گورو گرنتھ صاحب کو" گورمکھی" میں لکھا گیا اور اس کا کچھ حصہ فارسی زبان میں بھی لکھا گیا ہے۔ اس کے بہت سے رسم الخط ہیں۔گورو گرنتھ میں سات گوروؤں، گیارہ بھگتوں اور پانچ مسلم صوفیاء کرام کا کلام ہے اور اس میں 5867 شبد اور شلوک و پوڑی ہیں۔"مول منتر" سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کے تمام کلام میں سب سے مقدس سمجھا جاتا تھا۔ اس میں گورو نانک کا ذاتِ خداوندی کا تصور نہایت ایجاز کے ساتھ جامع شکل میں آگیا۔ باباجی کا عقیدہ توحید اسلامی نظریہ توحید سے مختلف نہ تھا۔آپ نے خدائے واحد کو یاد کرنے کے لیے مختلف نام استعمال کئے ہیں مثلاً وائے گورو، ہری، گوبند، موہن، الکھ، اگم اور کرنہار وغیرہ۔ کچھ نام مسلم روایات سے متعلق ہیں مثلاً اللہ، خدا، رحیم، کریم اور رب وغیرہ۔ "جَپ جی"،مول منتر کے بعد سکھوں کے لیے تقدیس میں دوسرا درجہ رکھتا ہے۔ جَپ جی ایک طویل نظم ہے۔مول منتر اور جَپ جی کے مطابق"قوت کل جس کا نام خدا ہے، ایک ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والی سچائی ہے اور وہ خالق کائنات ہے"۔

سکھ مت میں اللہ پاک کی بذیل صفات ہیں۔ وحدانیت، جاوداں، دو عالم کا نور، سب سے بڑی سچائی، بے خوف ذات، لافانی، خالق کائنات، محبت کرنے والا،سکھ مت کے مطابق انسان میں بذیل خوبیاں ہونی چاہیں۔ برائی سے دوری اناوتکبر سے دوری، نیک اعمال، گناہوں سے دوری، سب انسان برابر ہیں۔ باطن کی صفائی، خدمت خلق، علم وفضل، رہبانیت سے دوری، فضول رسم ورواج سے دوری سکھ مت میں سب سے بنیادی چیز وہ سکھ مت کا طریق عبادت بھی کہی جاسکتی ہے۔"نام سمرن یا ذکرِ الٰہی ہے"۔ بابا نانک کے کلام میں"نام" اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ ذات الٰہی کے لیے باباجی نے ایک عام اصطلاح"ست نام" (نام حق) استعمال کی ہے۔اس طرح گورو نانک اور دوسرے سکھ گوروؤں کے کلام میں مختلف انداز سے"نام" کا استعمال ذاتِ الٰہی کے لیے عام ہے۔ جبکہ نام کے معنی عشق الٰہی کے بھی ہیں۔اسی طرح گورو گرنتھ میں نام کا استعمال مختلف معانی پر حاوی نظر آتا ہے۔ نام سمرن دیندار سنگھ ہر وقت دہراتے رہتے ہیں اور بعض سکھ حضرات نام سمرن کے

لیے ایک چھوٹی تسبیح کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ نام سمرن کا اہم اور مفید طریقہ’’ کیرتن‘‘ کی شکل میں بھی ہے جہاں با جماعت موسیقی کے ساتھ’’ گربانی‘‘ کا ورد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو چیزیں بابا جی کے نزدیک عشقِ الٰہی کے حصول میں معاون ہوتی ہیں ان میں سادھوسنگت، سیوا، ایمانداری، ہمدردی، پیار محبت اور انکساری شامل ہیں۔ (7)

گورونانک جی طویل نظم’’ جپ جی‘‘ کے نمونے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

سوچے سوچ نہ ہووئی، جے سوچے لکھ وار
چُپے چپ نہ ہووئی، جے لائے رہا لوتار
بھکیا بھوک نہ اوتری جے بنا پوریا بھا
سیس سیانیا لکھ ہوئی تے اک نہ چلے نال
کیوں سچارا ہو پیئے کیوں کوڑے ٹٹے پال
حکم رضائی چالنا نانک لکھیا نال
حکمے ہووئی آخر کار حکم نہ کہیا جائی
حکمے ہووئی جیو حکمے ملے وڈیائی
حکمے اتم نیچ حکمے لکھی دکھ سکھ پایا ہی
اک نا حکمے بخشیش اک حکمے سدا بھوائیا ہی
حکمے اندر سب کوئی، باہر حکم نہ کوئی
نانک حکم جے بوجھے تے ہوتے کرے نہ کوئی (8)

ہوں وچ آیا ہوں وچ گیا
ہوں وچ جمیا ہوں وچ مورا
ہوں وچ وتا ہوں وچ لیا
ہوں وچ کھٹیا ہوں وچ گیا
ہوں وچ ہسے ہوں وچ رووے
ہوں وچ بھرئیے ہوں وچ دھووے
ہوں وچ جاتی جنسی کھووئے

ہوں وچ مورکھ ہوں وچ سیانا
موکھ مکتی کی سار نہ جانا
ہوں وچ سایا ہوں وچ چھایا
ہوں میں کر کر جیت اپایا
ہوں مے بوجھے تاں درسوجھے
گیان دی ہوڑاں کتھ کتھ لوجھے
نانک حکمی لکھیے لیکھ
جیہا دیکھنی نیہا دیکھ (9)

انانیت کے ساتھ ساتھ گورونانک نے بعض دوسری نفسانی خرابیوں مثلاً خواہشات، لالچ، دنیا پروری، غصہ وغیرہ کو اپنے کلام کا موضوع بنایا۔ ان کے خیال میں ان تمام برائیوں سے نجات پائے بغیر عشق الٰہی میں آگے بڑھنا ناممکن اور مشکل ہے اور یہی راہِ نجات بھی ہے۔

گورونانک صاحب کی تعلیمات کا ایک جزو جس نے روایات کی نشوونما میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ ''گورو'' کا تصور ہے۔ بھگتی کی متصوفانہ روایت میں یہ تصور باباجی سے پہلے چلا آرہا تھا کہ عشقِ الٰہی کے حصول اور خدا تک پہنچنے کے لیے ایک پیرو مرشد سے ارادت ضروری ہے۔ جس کی رہنمائی اور تعلیم خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ثابت ہوگی۔ باباجی کے کلام میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''گورو یا ست گورو'' کی اصطلاح بہت عام ہے۔ جس نے حقیقت تک ان کی رہنمائی کی۔ بعد کے دوسرے سکھ گوروؤں کے کلام میں بھی گورو کی اصطلاح اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئی ہے لیکن دوسری طرف دنیوی سطح پر انسانی گورو بھی اپنی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ انسانی گورو ہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے پیغام الٰہی بندوں تک پہنچتا ہے۔ گورو کی اہمیت کے لیے باباجی کا ایک شعر پیشِ خدمت ہے:

گر پوڑی بیڑی گورو کر تلہا ہری ناؤ
گر سر ساگر بوہتھو گر تیرتھ دریاؤ

سکھ گوروؤں کے کلام میں گورو کا استعمال دونوں معنی یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ اور دوسری طرف انسانی گورو کے لیے ہوا ہے۔ سکھ مت میں ایک تیسرے معنی میں گورو کا استعمال اس پیغام حق کے لیے ہوا ہے جو سکھ گوروؤں اور دوسرے صوفی سنتوں نے جن کا کلام گورو گرنتھ صاحب کا حصہ ہے۔ اپنے اشعار کے ذریعے بندوں میں عام کیا ہے۔ یہ کلام ''شبد یا بانی'' کے نام دے مشہور رہے اور الہامی

سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے ہی سکھ گوروؤں نے بھی اس کو گورو قرار دیا ہے۔ شبد یا بانی کا یہی تصور تھا کہ دسویں سکھ گورو نے اپنے بعد گوروؤں کا یہ سلسلہ ختم کر دیا اور گرنتھ صاحب جس میں سکھوں کے تمام تسلیم شدہ بانی یا شبد جمع ہے۔ آیندہ کے لیے سکھوں کا گورو قرار دیا۔ چنانچہ آج سکھ اس مقدس مجموعہ" شبد" کو گورو مانتے ہیں اور اپنی روحانی رہنمائی کے لیے اس میں شامل کلام کو کافی وشافی مانتے ہیں۔ (10)

گورو نانک نے اپنی زندگی میں کسی مذہبی جماعت کے قیام کی کوئی شعوری کوشش نہیں کی تھی۔ البتہ اپنی تعلیمات کو اس دنیا میں جاری رکھنے کے لیے اور اپنے معتقدین کی آئندہ رہنمائی کے لیے اپنا جانشین مقرر کرلیا۔ ان گوروؤں کا تقرر حسب ونسب کی بنا پر نہیں تھا۔ باباجی نے اپنا جانشین مقرر کرتے ہوئے علم، فیاضی، انکساری، فہم اور جاں نثاری کے معیار کو مدِنظر رکھا۔ انھوں نے اپنے حقیقی بیٹوں کو بھی نظر انداز کر دیا جو اس معیار پر پورے نہیں اترتے تھے۔ سکھ مت میں ان گوروؤں کو "پادشاہی" بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً پہلا گورو پہلی پادشاہی اور دسواں گورو دسویں پادشاہی وغیرہ۔ بعد میں آنے والے سکھ گوروؤں نے آپ کی روایات مثلاً" کیرتن اور لنگر" وغیرہ کو جاری رکھا، جو آپ نے قائم کی تھی۔ بلکہ ان کو ترقی دینے اور بڑے پیمانے پر منعقد کرنے کی کوششیں بھی کیں۔ گورو انگد نے بابا جی اور دوسرے سنتوں کا کلام لکھنے کے لیے اپنا رسم الخط" گرمکھی" ایجاد کیا اور دوسرا انھوں نے باباجی کے ایک پرانے ساتھی بالا کے ذریعے ان کی سوانح عمری مرتب کروائی جس میں ان کی تعلیمات بھی موجود ہیں۔ اس تصنیف کی وجہ سے سکھوں کے اندر اتحاد اور جماعتی احساس پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا گیا۔ (11)

سکھ مذہب کی تاریخ اور بابا گورو نانک جی:

سکھ قوم کی بنیاد پندرھویں صدی عیسوی میں اس وقت رکھی گئی جب گورو نانک کا اس دنیا میں ظہور ہوا۔ اس وقت ہندوستان پر لودھی خاندان (1450ء۔ 1526ء) کی حکومت تھی۔ 1526ء میں لودھی خاندان کے خاتمے کے بعد مغل حکمران تختِ دہلی کے وارث قرار پائے۔ جی۔ ایم۔ ڈی۔ صوفی لکھتے ہیں:

> Sikhism was born in the Punjab area of South Asia, which now falls into the present day States of India and Pakistan,the main religions of the area at that time was Hinduism and Islam. (12)

بابا گورو نانک کی پیدائش کے بعد سکھ قوم کو باقاعدہ ترقی و ترویج حاصل ہوئی۔ ان کی فات کے بعد نو اور گورو پیدا ہوئے۔ بابا گورو نانک جنھیں سکھ قوم اپنا پہلا گورو اور سکھ مذہب کا بانی تسلیم کرتی ہے۔ 1469ء میں پنجاب کے ایک گاؤں رائے بھوئے تلونڈی میں پیدا ہوئے۔ جسے آج کل ننکانہ صاحب کہتے ہیں۔ (13) ان کا جنم دن نانک کیلنڈر کے مطابق 14 اپریل 1469ء کو منایا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش ایک متوسط گھرانے میں ہوئی تھی۔ والد بزرگوار تلونڈی کے مسلمان کے کارندے تھے اور ان کے سپرد ان کی زمینوں وغیرہ کا جملہ انتظام کرنا اور حساب رکھنا تھا۔ ان کی پیدائش اپنے ننھیال میں ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ نانک مشہور ہوئے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا کے مطابق:

His name means, he was born at the home of his mother's parents and it lays near Lahore.(14)

گورو نانک نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی۔ ان کے اتالیق بننے کا شرف مولوی قطب الدین کو حاصل ہوا۔ انھوں نے میر حسن نامی بزرگ سے دینی علوم کی تعلیمات حاصل کیں۔ نانک کو شروع ہی سے مذہب سے لگاؤ تھا۔ جب آپ بلوغت کو پہنچے تو والد نے ان کی تمام تر توجہ دنیاوی امور کی طرف مبذول کرانے کے لیے ان کی شادی ایک ہندو لڑکی سلکھنی جی سے کروا دی لیکن والد کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ ڈاکٹر چوراسیا لکھتے ہیں:

His father got him married to Sulakhani.He got two sons from this marriage but faimily could never deter him from the path he had chosen for himself.(15)

نانک جی ایک بت پرست گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے ہندوؤں ہی میں سے ایک نئی قوم کو تیار کیا۔ وہ ہندو دھرم کے تمام عقائد کے خلاف تھے۔ لیکن وہ توحید کے ماننے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم دونوں ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ انھوں نے ہندو شاستروں اور قرآن مجید دونوں کا علم حاصل کیا ہوا تھا۔

چالیس سال کی عمر تک نانک کے پیروکاروں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو چکا تھا۔ انھوں نے اس دوران کافی مسلمان بزرگانِ دین کے مزاروں پر حاضری دی۔ عمر کے آخری حصے میں انھوں نے دریائے راوی کے کنارے ڈیرے ڈالے جس کو بعد میں ”کرتار پور“ کا نام دیا گیا۔ انھوں نے کرتار پور کو آباد کر کے جالندھر کے قریب ایک دھرم شالہ بنائی۔ یہ دھرم شالہ ابھی تک سکھوں کے

مقدس مقام کی حیثیت سے موجود ہے۔ انھوں نے پنجاب کے ایک فعال فقیر کی حیثیت سے کام کیا۔ آپ نے اپنی تعلیمات پر مبنی ایک کتاب تحریر کی جس کا نام گرنتھ رکھا۔

گورونانک اپنی آخری زندگی میں زیادہ دیر اپنے آباد ہوئے شہر" کرتار پور" میں ہی رہے اور 1538ء میں ستر (70) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی میت پر مسلمانوں اور ہندوؤں میں جھگڑا پیدا ہوگیا۔ مسلمان اسے دفن اور ہندو جلانا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو تباہی سے بچانا چاہتے تھے اس لیے ان کے جسدِ خاکی کو اٹھا لیا گیا۔ وہ چونکہ ایک صوفی بزرگ تھے اور بزرگانِ عالم کو دنیا کے جاہ وجلال کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کے سامنے تمام دنیاوی عہدے وغیرہ بے معنی ہوتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے اپنی وفات سے قبل ملوکیت کا خاتمہ کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بجائے اپنے چیلے" لہنا" کو گورو مقرر کیا۔ جو بعد میں انگد کے نام سے مشہور ہوا۔

بقول لننگھم:

> Nanak however ,had designated as his successor in his spirtual mission the Guru- Ship, another Kashatri,Lehna, who took the name Angad.(16)

دس سکھ گورو اور سکھ گرودوارے:

گورونانک نے اپنی زندگی میں کوئی مذہبی جماعت نہیں بنائی مگر سکھوں کی رہنمائی کے لیے اپنا جانشین یعنی گورو مقرر کیا۔ جس کا تقرر حسب ونسب کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ان کی فہم فراست اور علم و فیاضی کو مدِنظر رکھتے ہوئے کیا تھا۔ سکھ مت کا جو ارتقاء دوسرے گورو انگد صاحب کے عہد سے شروع ہوا وہ گورو گوبند کے دور میں تکمیل کو پہنچ گیااور سکھ مت ایک باقاعدہ اورمنفرد مذہبی روایت کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آ گیا۔ سکھ گردوارہ سکھوں کی مذہبی ومقدس عبادت گاہ ہوتی ہے۔ جس میں سکھ اپنی مذہبی عبادات اور رسومات کو ادا کرتے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر اس میں جاتے ہیں۔ انہی گردواروں میں لنگر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

گورو انگد 1504ء میں چھتری خاندان میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے گورو نانک کی تعلیم کے فروغ کے لیے دن رات محنت کی۔ ان کی نامزدگی دراصل نانک جی کے کام ہی کا پھیلاؤ تھا۔ انھوں نے سکھ ازم کو خوب فروغ دیا۔ انھوں نے نانک جی کا شہر کرتار پور ان کے بیٹوں کے حوالے

کیا جو ان کے قانونی وارث تھے۔ نانک جی کے بیٹے سری چند نے یہاں پر ایک عمارت تعمیر کی اور انگد جی کو گورو ماننے سے انکار کیا۔ انھوں نے نانک جی کے کلام کو محفوظ رکھنے کے لیے کچھ اقدامات کیے تاکہ ان کا کلام آنے والوں تک صحیح حالت میں پہنچ سکے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا کے مطابق:

> Guru Angad popularised Sikhism.He encouraged Gur Mukhi script in place of Sanskrit language. Nank hymns and sayings were collected.He also edited the Guru's biography.(17)

گورو انگد نے بھی گورو نانک کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے بیٹوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ایک چیلے امر داس کو اپنی وفات کے بعد سکھ گورو بنایا۔ گورو امر داس 1552ء میں گورو بنے۔ وہ 1509ء میں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک صوفی شاعر تھے۔ جنھوں نے بہت سارا صوفیانہ کلام اشعار کی صورت میں لکھا جو بعد میں" گرنتھ" کا حصہ بن گیا۔ ان کے دور میں ستی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ انھوں نے اپنی مذہبی سلطنت کو 22 حصوں میں تقسیم کیا۔ اس دور میں سکھوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ انھوں نے کرک شہر اور گنگا جمنا کے کنارے کئی مقدس جگہوں کا دورہ کیا۔ انھوں نے گوند وال میں ایک کنواں تعمیر کروایا۔ یوں گوند وال سکھوں کے لیے زیارت کا پہلا مرکز بن گیا۔ انھوں نے موت، پیدائش اور شادی کے موقع پر سکھوں کے لیے الگ سے تقریبات و رسومات متعارف کروائیں۔ انھوں نے شیر خوار بچیوں کو قتل کرنے اور شراب نوشی سے منع کیا۔ انھوں نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے داماد بھائی جیٹھا کو بطور گورو رام داس نامزد کیا۔ انھوں نے 1574ء میں وفات پائی۔(18) گورو رام داس کا تعلق چھتری خاندان سے تھا۔ یہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ یہ زیادہ پڑھے لکھے ہوئے تو نہیں تھے لیکن ایک صوفی شاعر تھے۔ ان کے لیے صوفیانہ اشعار بھی گرنتھ کا حصہ بنے۔ ان کی تعلیمات کی بنیاد دراصل نانک جی کی تعلیمات پر مبنی تھی۔ یہ مغل بادشاہ اکبر کے ہم عصر تھے۔ اکبر نے ان کے صوفیانہ نظریات سے متاثر ہو کر کچھ زمین عطا کی۔ جہاں انھوں نے 1577ء میں سکھوں کے مقدس شہر "امرتسر" کی بنیاد ڈالی۔(19) امرتسر کی بنیاد رکھتے ہوئے انھوں نے کہا تھا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سکھ طاقتور قوم کی حیثیت سے حکمرانی کریں گے اور یہی جگہ ان کے سیاسی، سماجی اور معاشی مرکز کا موجب بنے گی۔ تو یہ بات حقیت ہے کہ آج امرتسر دنیا بھر میں سکھوں کا ایک منفرد مرکز ہے اور اس کا سنہری تالاب ان کے لیے مقدس ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ گرو امر داس نے نامزدگی کے اصول کو پس پشت رکھتے ہوئے پہلی مرتبہ اپنے سب

سے پیارے اور تیسرے بیٹے ارجن کو بطور گورو نامزد کیا اور سکھ مذہب میں یہاں سے موروثیت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

گورو ارجن اپنے باپ کی وفات کے بعد 1581ء میں گورو بن گیا۔ ان کے عہد تک سکھوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو گیا تھا کہ وہ ایک منفرد قوم کی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان لوگوں میں اب باقاعدہ ایک تنظیم پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ پہلے گورو تھے جو نہایت تزک و احتشام سے زندہ رہے اور جنھوں نے اپنی لیے ایک ایسی فوج بنائی جو نہ صرف مسلح تھی بلکہ ان کے پاس رسل و رسائل کی بھی فراوانی تھی۔ یہ گورو ایک تعلیم یافتہ انسان تھے انھوں نے "گرنتھ" کو باقاعدہ طور پر ایک کتاب کی صورت میں تدوین کیا اور انھوں نے اپنے بزرگوں کے ارشادات کو اس کا جزو بنا کر تحریر کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنا نمونہ کلام بھی اس میں شامل کیا۔ اس طرح سے گرنتھ کے حصوں کو باقاعدہ موسیقی و خوش الحانی سے پڑھا جانے لگا اور اس کے لیے مخصوص دھنیں تیار کی گئیں۔ امرتسر کے تالاب کو انھوں نے مزید وسیع کروایا اور اس کے علاوہ "ترن تارن" کے قریب ایک نیا تالاب تعمیر کروایا۔ جسے ثانوی مذہبی مرکز قرار دیا۔[20] گورو ارجن کے دور میں سکھوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا اور اکبر کی وفات کے موقع پر سکھ مغل سلطنت میں ایک ریاست بن چکی تھی۔ گورو ارجن 1604ء میں ایک کتاب مرتب کی جس میں غیر معمولی طور پر ایک پیچیدہ مگر ایک جیسی تقسیم اور ذیلی تقسیم کے طریقے کو اختیار کیا گیا۔ یہ کتاب اب "آدی گرنتھ" کے نام سے جانی جاتی ہے۔ گورو ارجن کے لیے یہ کوئی معمولی تالیف نہ تھی۔ اس گورو کے دور میں سکھ معاشی اور سیاسی اعتبار سے بہت مستحکم ہو چکے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس حد تک بے باک ہو گئے تھے کہ شہنشاہ جہانگیر کا حکم ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے جہانگیر نے گورو ارجن کو گرفتار کروا کے سزائے موت دلوا دی۔ جس سے سکھ مذہب نے باقاعدہ اپنے اوپر ایک سیاسی رنگ چڑھا دیا۔ یوں سکھوں کے دلوں میں مسلمانوں کے بارے میں نفرت کا آغاز ہوا۔ گورو ارجن کی سمادھی لاہور کے شاہی قلعے کے سامنے آج بھی موجود ہے۔

گورو ارجن کی وفات کے بعد ان کا گیارہ سالہ بیٹا ہرگوبند، سکھ جماعت کا گورو نامزد کیا گیا۔ ان کے دور میں سکھ جماعت ایک طاقتور حیثیت سے سامنے اُبھری۔ وہ اپنے والد کی وفات کو بھلا نہیں پائے تھے۔ اسی لیے انھوں نے سکھوں کی فوجی تربیت پر خوب زور دیا۔ ان کے دور میں سکھوں کو عسکری اعتبار سے خاصا عروج حاصل ہوا اور انھوں نے مغلوں کے خلاف لڑائیاں لڑیں۔ گورو جی 1645ء میں وفات پا گئے اور اپنی زندگی میں اپنے پوتے گورو ہر رائے کو نامزد کر لیا۔ یہ امن پسند قسم

کا انسان تھا۔انھوں نے سیاسی الجھنوں میں پھنسنے سے گریز کیا۔لیکن اپنی جماعت کی فوجی طاقت کو مظبوط کرنے کے لیے مسلسل کوشاں رہے۔گورو نے اپنا سیاسی وقار قائم رکھنے کے لیے اپنی ہمدردیاں داراشکوہ کے ساتھ وابستہ کیں۔جس کی وجہ سے شہنشاہ جہانگیر اس کا بہت سخت مخالف ہو گیا اور گورو کو اپنے دربار میں طلب کیا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے رام رائے کے ہاتھ ایک معذرت نامہ ارسال کر کے اپنی جان بچالی۔(21) یہ گورو 33 سال گدی نشین رہ کر 1661ء میں وفات پا گئے۔ان کی وفات کے بعد ان کا چھوٹا بیٹا ہر کشن نامزد ہوا۔

گورو ہر کشن کی نامزدگی پر سکھ سرداروں میں بہت اختلاف تھا کیونکہ وہ ابھی نابالغ تھا اور بڑا بھائی رام رائے جو حق دار تھا وہ مغل دربار میں یرغمالی تھا۔اس لیے گورو کی نامزدگی کا فیصلہ حاکمِ وقت کے ایماء پر چھوڑ گیا۔حاکم نے اس سے کچھ سوالات پوچھے اور تسلی بخش جوابات پا کر ہر کرشن کو بطور گورو نامزد کیا۔لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہو کر 1664ء میں وفات پا گئے۔ان کی وفات کے بعد تیغ بہادر گورو نامزد ہوئے۔ان کا دور سکھ تاریخ میں خاصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان کی قیادت میں سکھوں کو نہ صرف سماجی بلکہ مذہبی طور پر بھی بے شمار کامیابیاں نصیب ہوئیں۔گورو کی بڑھتی طاقت کے پیشِ نظر شہنشاہ اورنگزیب نے انھیں اپنے دربار میں طلب کیا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ان کے انکار پر انھیں سزائے موت ہوئی۔ان کی وفات کے بعد ان کا پندرہ سالہ بیٹا گوبند سنگھ گورو نامزد ہوا۔

گوبند سنگھ ایک شجاع اور دلیر انسان تھا اور جنگی علوم پر گرفت حاصل کر رکھی تھی۔وہ ایک پڑھا لکھا آدمی تھا اور ہندی، فارسی اور مختلف مذاہب کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتا تھا۔اس نے ہی نانک مذہب کو اپنے مطالعہ کے بل بوتے پر از سرِ نو منظم کیا۔اس نے سکھوں کے اندر مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہونے کا جذبہ بیدار کیا۔اس نے سکھ قوم کو سیاسی برتری حاصل کرنے کی تلقین کی اور سکھوں کو از سرِ نو منظم کیا۔سکھوں کے آخری گورو نے 48 سال کی عمر میں 1708ء میں وفات پائی۔اس کے ساتھ ہی سکھ مت میں گوروؤں کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور انھیں آزادنہ سیاسی کاروائیاں کرنے کا اختیار دے دیا گیا اور گورو کے بعد سکھ لوگ باقاعدہ ایک قوم کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ گورو گوبند نے گوریائی کے خاتمہ کا اعلان کیا اور آیندہ گرنتھ صاحب کو ہی ''گورو گرنتھ'' کا نام دیا۔یوں سکھوں کی مذہبی کتاب ''گورو گرنتھ'' ہی ان کی رہنمائی کا ذریعہ بن گئی ہے۔گورو گرنتھ کو ''گورمکھی'' میں لکھا گیا ہے۔اس کتاب میں بابا نانک، سات گوروؤں، گیارہ بھگتوں اور پانچ مسلم صوفیہ کا کلام

ہے۔(22) بقول گوروگوبند، گورو گرنتھ صاحب ہی ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ گورو کا کام کرے گی۔گوروگوبند کی زندگی کا یہ مقصد تھا کہ وہ مغلوں سے اپنے والد کی شہادت کا انتقام لیں گے۔'' خالصہ'' کی تشکیل کے ذریعے وہ سکھ قوم کو جس سانچے میں ڈھال گئے تھے وہی مغل حکومت کے زوال کا سبب بنی۔ یہ گورو سکھوں میں اپنی جدو جہد کے ذریعے سکھوں میں ملی جذبہ کو پیدا کر گئے تھے۔سکھوں نے جو، اب میں مکمل طور ایک جنگجو قوم بن چکے تھے اور مغل حکومت سے انتقام کو ایک عقیدہ کے طور پر مانتے تھے، پنجاب میں لوٹ مار اور قتل وغارت کے ذریعے اپنی بالا دستی منوانے میں کامیاب ہو گئے۔سکھوں نے اپنی مختلف مسلیں یا سیاسی حلقے قائم کر لیے اور جمنا سے سندھ تک کے علاقے میں ان مسلوں کی ایک سکھ ریاستہائے متحدہ بنا لی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک وسیع علاقے میں جو کشمیر سے لے کر صوبہ سرحد اور دریائے ستلج سے ملتان تک پھیلا ہوا تھا اپنی واحد حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔مہاراجہ کا چالیس سالہ کامیاب دور حکومت سکھوں کی سیاسی طاقت کی معراج ثابت ہوا اور اس کی آخری یادگار بھی۔سکھ حکامت جن جن علاقوں میں قائم ہوئی تو ساتھ ہی ان علاقوں میں سکھوں کا مذہب''سکھ مت'' بھی خوب پھلا پھولا اور ان علاقوں کا مشہور مذہب بن گیا۔

جہاں تک سکھوں کے بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ہندوؤں اور مسلمانوں سے علیٰحدہ تشخص کے ساتھ ساتھ منظم ہونے کا سوال ہے۔تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر آنے والے گورو کے عہد میں کچھ ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جو سکھوں کے اپنے تشخص اور جماعتی تنظیم میں اضافے کا باعث بنے ہیں کہ دھیرے دھیرے ایک روحانی رہنما گورو کے منتشر معتقدین بعد کے گوروؤں کی زیر قیادت ایک مخصوص مذہبی جماعت کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

References:

*	Assistant Professor , AJk University Muzafarabad

**	Subject Expert, Govt. Central Model Girls Higher Secondary School Gulberg, Lhr.

***	Research Associate/ Junior Lecturer, AJk University Muzafarabad

1- Mir,G.M,china and Kashmir ,Rizwan Publishers ,Lahore ,2002,P.48

2- Gim,Saleem,Kashmir main ishuaat-e-islam universal Books Lahore 1986,P-19

3- Abdul Khalik Khan Kashmir main Sofia-e-kiramkeDeeniKhidmat, P.556

4- Martin,T.S , Ranjeet Nama, Transalted by M. Habib Alasir Publication, P.80
5- Singh Herbans Guru Nank,and the origins of the Sikhism,P.86.
6- Devier,Rebortvain,Sikhims ,Translated by Malik Ishfak, Book Home, Lahore, 2007-P104
7- Himus of Guru Nanak, Language Dept Punjab, Patyala,1972.P.10.
8- Farooqui Ahmed-ul-Hassan Dunya Kay Baray Mazahib, Maktaba Tameer-e-Insaniat, Lahore ,1990,P.209
9- As Above, P.211
10- As Above, P.213
11- As Above, P.214
12- G.M.D,SufiKashir,Vol II ,university of the Punjab Lahore,1948,P.723
13- Ghyani Ibad-ul-Allah ,Humara Nanak ,Guru Nanak Academy Pakistan, 1972,P.647
14- The EncyclopediaBritannica,Vol 20,Enyvlopaedia Britannical company, Ltd, Londan, 1929, P.647
15- Chaurasia,R.S,Dr. History of India, RaganPrinters Delhi =,P.136
16- Cumingham,JosephDavaey,History of Sikhs Rupa and New Dehli,1849,P.37.
17- The Encyclopedia Britannica,Volo 20,Encyclopaedia Britannica, Company Ltd Landon,1929,P.647
18- Kohali, Seeta Ram, Maharaja Rangitsingh,Hindustan Academy, Alabad, 1933,P.19.
19- Khinia Lal, Tareekh-e-Punjab, Sang-e-meil publication, 1989.P.07.
20- M.Lateef,Sayyed,Tareekh-e-Panjab,sang-e-Meil publications, 1936, P28.
21- As Above, P.31.
22- As Above, P.32.